سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۸/۳)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نورافشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے
۱۴ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر انچیف

پادری غلام مسیح صاحب
میکلوڈ روڈ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب
ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینجر

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینجر صاحب ہونا چاہئیے
تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نورافشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

جلد ۴۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہی۔ ۲۹ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء	نمبر ۴۴

بچوّں کا دن

ہماری آنکھ کے تِل میں کسی کا نور پنہاں ہے
یہ کس نورِ قدم کے نور کا جلوہ نمایاں ہے
مسرت ہے خوشی ہے دل ہمارا شاد و فرحاں ہے
عجب رونق ہے محفل میں عجب فرحت کا ساماں ہو
ضیا پایا ہے اپنا ماہِ دل مہرِ صداقت سے
وہی شاہِ شہاں رونق فزا ہے آج محفل میں
چمکتے ہیں ستارے نور سے جسکے سرِ گردوں
اٹھا کر حظ ہماری بزم کا ہر شخص کہتا ہے۔
ملا ہے ہم کو بچپن سے سبق ہیلی کی الفت کا
یہ وہ دن ہے کہ نچھاور جس پہ ہے کونین کی بہجت
بچھی ہیں کرسیاں مفتین وش میں ہے گرم آرایش
خوش اسلوبی سے جو کچھ ہے ہوا انجام تک پہنچا

ستارے کی طرح ننھا سا دل اپنا درخشاں ہو
ہماری بزم سے جو غم کی تاریکی گریزاں ہو
یہ بخشش ہے یہ رحمت ہے یہ جود و لطفِ یزداں ہو
وہ زینت ہو کہ جسکے سامنے شرمندہ گلستاں ہو
ہماری صبح سے بس شام ظلمت کی گریزاں ہو
کہ جھکتا شام کو جس کے لئے گردونِ گرداں ہو
اُسی کی ضو سے اپنا شمعِ دل رشکِ چراغاں ہے
نہوں کیوں شاد ہم بچوں کا دن فرحت کا ساماں ہے
زہے قسمت کہ داغ لوث سے پاک اپنا داماں ہے
نہوں کیوں شاد ہم یہ دن ہمارا فضلِ یزداں ہے
ہماری بزم ہے یا یہ کوئی بزمِ سلیماں ہے
مسیحِ مہرباں کی یہ عنایت ہے یہ احساں ہو

ہوئے ہیں اے رسا ہم سب جو مالا مال بخشش سے
یہ سب اُس کی عنایت ہے اسیکا سب یہ احساں ہو

رسا بریلوی

دنیا کا پہلا آدمی

ابتدا میں ایک زمانہ تھا جبکہ طرح طرح کے اناج جنکی اب کاشت کی جاتی ہے اور انواع اقسام کے ثمردار اور رنگ رنگ کے پھولدار درخت جو اب شوق مگر باحتیاط تمام باغوں میں لگائے جاتے ہیں جنگل میں خود رو تھے اور اس کثرت سے تھے کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی جنگلوں لقیہ

میووں اور مہکتے ہوئے پھولوں کی خودرو جھاڑیاں کھڑی تھیں۔ پھولوں میں کچھ ایسی مست کر دینے والی کیفیت ہوتی کہ اب ان پھولوں کے عطر کو نصیب نہیں۔ نونہالانِ بہار کے شوخ شوخ رنگ اس بہار پر تھے کہ کبھی دیکھے نہ گئے۔ میوے ایسے تر و تازہ اور شاداب کہ ان لطافت و لذت کا اندازہ خیال اب نہیں کر سکتا۔ بلاہائے سماوی و ارضی سے دنیا محفوظ تھی۔ برسات کی کالی گھٹائیں جھوم جھوم کر اٹھتیں رہتیں اور کھلجاتیں مگر طوفانہائے آب و باد کبھی نہ اٹھتے تھے۔ آفتاب اپنی عالمگیر روشنی کے ساتھ تر و فرح سے ہر روز نکلتا اور غروب ہوتا تھا لیکن خشک سالی و قحط نے کبھی صورت نہ دکھائی تھی۔ زمین فساد حوادث و تغیرات کی محتاج نہ تھی۔ عروسِ زمانہ کا جمال باکمال زر و زیور سے مستغنی تھا۔ غم و رنج و افکار۔ گناہ و معصیت کی طرح کہ مصیبت و پریشانی کا راز اصل میں ابھی پیدا بھی نہ ہوئی تھی۔

ہر شے سے عنفوانِ شباب ظاہر تھی۔ پتے پتے پر قیامت کا جوبن۔ ذرہ ذرہ میں آفتاب کا جلوہ۔ گیاہ و زمردین کی آب و تاب میں بچپن کا عالم گویا سطحِ زمین پر مخمل قطع کر دی ہے جنگل و صحرا وہ پر فضا باغ تھے جنکو باغبانِ قدرت کے شگرف کار ہاتھوں نے خود سینچا تھا۔ زمین کا اُٹھتا ہوا جوبن اُبھر اُبھر کر سر بفلک کشیدہ پہاڑوں کی صورت میں حد سے گذر چلا تھا۔ پرشور ندیاں کسی شوخ رفتار مست ناز کی طرح ان مالا مال قطعاتِ ارض سے لہریں مارتی جھومتی گذرتی تھیں جنگل فضا کو ہجوم اشجار پر اثمار و جوش لالہ و گل نے بہشت بنا دیا تھا۔

لیکن اس فضا سے لطف اُٹھانے والے۔ اس بہار کی قدر کرنے والے ابھی پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ مکان بن چکا تھا لیکن مکیں ہنوز نہ آئے تھے۔ یہاں کی فضا وقف نسیم و صبا تھی۔ آفتاب کی چھل چھل کر رہ جانے والی گستاخ شعاعوں کے سوا لطائفِ بہار کا دامن کسی نے نہ چھوا تھا۔ عروسِ دنیا نوجوانی کی کیفیتوں میں سرشار کسی کے انتظار میں ہمہ تن مشتاق بنی بیٹھی تھی نسیم ہر صبح ڈھونڈنے نکلتی۔ بادِ صبا صحرا صحرا خاک اُڑاتی۔ خوشبو گلوں کے پردے سے استقبال کو بڑھتی تھی۔ لیکن وہ جسکی تلاش جسکی جستجو تھی۔ پردۂ غیب میں خوابِ ناز کے مزے

لے رہا تھا۔

آخر شیشہ کا ستر الاچ نکا۔ عدم کا جادو ٹوٹا یعنی قدرت نے اس جان جہاں کو پیدا کیا جسکی راحت و بقا کی خاطر اس شبستان گیتی کو اس حسن سے رچا تھا۔ اس پہلے انسان کی پیدائش کو جس طرح ماں باپ کی ضرورت نہ تھی۔ اسی طرح اسکی پرورش نہ والدین کی نگہداشت کی محتاج ہوئی نہ اسکی ہستی طفل کی منت کش۔ یہ پہلے ہی دن جوان پیدا ہوا۔ پیدائش کے پہلے ہی روز اس کی تمام قوتیں صحیح و کامل تھیں۔ اُسکی ذات تکمیل مجسم تھی۔ جسکی بالیدگی کمال کو بیکاری یا غلط کاری نے نقصان نہ پہنچایا تھا۔

وہ بیرون از وہم و گمان و قیاس وجود جو بے جان عناصر کو ہیئت انسانی میں ترکیب دینے اور پھر جیتا جاگتا کر دینے کا سبب ہوا تھا وہی اس ہیئت انسانی کے استقلال بقا کا سبب ہو گیا۔ آب و ہوا و موسم کی جس حیرت انگیز مناسبت نے استمداد زمانہ سے موافقت پا کر اجزا و سالمہ سے یہ شکل عالیہ پیدا کی تھی۔ وہی مناسبت اس شکل کے تحفظ و استقلال کا باعث ٹھہری۔ موسم کا اعتدال راحت کا ضامن آب و ہوا کی موافقت پریشانی کی منافی ہوئی۔ نیلے آسمان سے ڈھکی ہوئی زمین اس کا زچہ خانہ بنی۔ یہی زمین و آسمان اُس کے لئے ایسا پُر راحت مکان ہو گئے۔ جہاں نہ سردی اُسے گزند پہنچا سکے۔ نہ گرمی آسیب۔ موسم کے تکلیف دہ و مضرت رساں اثرات سے محفوظ رہنے کے متعلق جو کمی انتہا درجہ کی ناتجربہ کاری اور جہل محض پیدا کر رہا تھا۔ وہ کمی خود اعتدالِ موسم نے پوری کی۔ سردی و گرمی کی متضاد کیفیتیں اس برہنہ انسان کو بجائے تکلیف پہنچانے کے اپنے کمال اعتدال سے ہر لحظہ آرام و راحت کا سبب ہوئیں۔ ہر دم قوت نمو کا باعث ہوئیں۔ خانہ ا اس کی راہ میں گلستاں اور کانٹے پھول ہو گئے۔ جدھر چلا اس کے موافق ہی چلی۔

یہ پہلا آدمی جاہل محض تھا۔ لیکن اُسکی بلند پیشانی پر استقلال عقل و دانش ذکاوت ذہانت و فطانت کا نور چمکتا تھا۔ وہی نور جس نے اسکی اولاد میں ایک نہیں ہزاروں لاکھوں سقراط نیوٹن پیدا کئے۔ مستر دیتے سے بڑھتا نظر آتا تھا۔ لیکن اسکی خموشی اپنی بے زبانی میں اسے دلائل فصاحت و بلاغت کا پتہ دے رہی تھی۔ اس کا انجان دل اس شجاعت و ہمت اور اس حوصلہ کا خزینہ تھا جس کا پتہ بہت سے سکندر و میزر۔ ہنیبال تیمور۔ اور نپولین کے کارناموں سے ملتا ہے۔ اسکی ذاتی نیکیاں خدا ساخت قدسیہ تھیں کہ اس کے جلیل القدر فرزندوں یعنی انبیاء و اولیا کے تصرفات خفیہ سے ظاہر ہوئیں۔

حُسنِ سیرت کی طرح حُسنِ جسمانی میں بھی یہ آپ ہی اپنی نظیر تھا۔ اس کے قوی اعضا حُسن جسمانی کا کامل نمونہ تھے۔ گناہ و عصیان نے قوتوں کی بالیدگی پر پژمردگی و بدصورتی کا دھبہ نہ لگایا تھا۔ افکار و غموم نے حسن کی دلفریبی کو نقصان نہیں پہنچایا تھا۔ اسکی ذات اس عالمتاب حُسن سے معمور تھی جس سے حسینانِ جہاں پیدا ہوئے۔ جس کے فیض سے کروڑ دل اور بولے یوسف جمال ہمیشہ ہر زمانہ میں انجمن افروز نگاہ رہینگے۔

یہ حسین جاہل۔ تنہا بھولا بھالا مگر مکمل انسان حقیقت میں نہایت ہی جمیل و جلیل۔ ظاہری و باطنی قوتوں اور رنگا رنگ جذبات کا خزانہ تھا۔ اس کی ذات نہایت ہی عالیشان صفات کا گنجینہ تھی۔ مگر یہ اپنی قوتوں اور خوبیوں سے واقف نہ تھا۔ قدرتوں اور توفیقوں کا اس میں ایک عالم بھرا تھا۔ پر اُسے خبر نہ تھی۔

لیکن یہ پہلا آدمی جب نیستی سے ہستی میں آموجود ہوا تو اُس کی کیا حالت تھی۔ پیدا ہوتے ہی اُس کے دل و دماغ میں کیا کیا خیالات گذرے ہونگے۔ اُس کے ملائم قوی۔ بے گناہ دل میں پہلے پہل کیسے جذبات موجزن ہوتے ہونگے یہ چیلا امور غور طلب ہیں۔

ایس۔ ایم۔ سٹیفن۔

شخصی پیالے

ہر ایک ملت و مذہب کے ماننے والے قدامت پسندوں اور آزاد خیالوں میں منقسم ہو چکے ہیں۔ قدامت پسند زمانہ ماضی کے عقائد و رسوم سے بندھے ہیں۔ آزاد خیال اصحاب زمانہ ماضی کے قیود سے آزاد ہو کر زمانے کے ہمقدم چلنے کی کوششوں میں سرگرم کار ہیں۔ ہر دو فریق کو نیک نیت کہا جا سکتا ہے۔ جہاں قدامت پسند اپنے عقائد و رسوم میں خوبیاں رکھتے ہیں۔ وہاں ان میں بعض نقائص کی ہستی و وجود کا بھی امکان ہے۔ ایسے ہی جو اصحاب زمانہ کے ہمقدم ہونے کے ساعی و کوشاں ہیں ان میں بھی غلطی کا امکان ہے۔ اندیشہ ہے کہ وہ زمانہ ماضی کی بعض اچھی چیزوں کو چھوڑ کر زمانہ کے ہمرنگ ہونے میں ہی نقصان نہ اٹھائیں۔ مسیحیوں کے بھی دو فریق ہیں جو قدامت پسند اور آزاد خیال کہلا سکتے ہیں۔ آزاد خیال اصحاب وہ ہیں جو زمانہ کے ہمرنگ ہونا پسند کرتے ہیں۔ وہ ہر ایک بات میں زمانہ ماضی کے غلام بننا پسند نہیں کرتے ہیں۔ ان آزاد خیال مسیحیوں نے عشاءِ ربانی کے پُرانے دستور میں کچھ تبدیلی کی ہے۔ اس تبدیلی کے متعلق مسٹر رشید فضل الدین صاحب بی۔ اے نے اپنے خیالات سپرد قلم کئے ہیں جنکو ناظرین کرام کے غور و فکر کے لئے درج اخبار کرتے ہیں آپ کا پورا مضمون دو یا تین اشاعتوں میں نکلیگا۔ قسط اول حسب ذیل ہے۔ ایڈیٹر

عشاء ربانی کا یہ ایک نیا طریقہ ہے جو کہ پہلے مغربی ممالک (امریکہ) میں شروع ہوا اور اب آہستہ آہستہ دیار مشرق میں بھی رواج پکڑتا جاتا ہے۔ اہلِ مشرق فطرۃً مذہب کی ان رسومات کو زیادہ پسند کرتے ہیں جو کہ مشکل ہوں۔ لہذا عشاءِ ربانی کے اس نئے طریقے کو اُنہوں نے اہلِ مغرب کی مادہ پرستی اور مذہبی سہل انگاری گردانا اور اسکی مخالفت کرنے لگ گئے ہیں۔ اس مخالفت کی ایک اور بھی وجہ تھی جس کا پتہ قوموں اور ملکوں کا ایک ہی چیز کی نسبت مختلف نظریے اختیار کرنے سے ملتا ہے ہمارا مطلب اس فلاسفی اور طبیعت سے ہے جو کہ ایک قوم نیچر کے پہلو میں رہ کر حاصل کرتی ہے۔ اور جس کا اظہار اُسکی تہذیب سے ہوتا ہے۔ اہلِ مشرق اور اہلِ مغرب ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور اگر باقی سب باتوں کو چھوڑ کر صرف فلسفے ہی کو مدنظر رکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اہل مغرب نے فلسفے کا آغاز مادہ سے کیا جیسے یونان کے بڑے فلاسفر مروجہ معنوں میں فلاسفر نہ تھے بلکہ حکیم اور سائنسدان اس کے خلاف اہلِ مشرق کی طبیعت ایک مختلف رنگ میں دنیا پر ظاہر ہوئی جو کہ

دیکھو صفحہ ۱۱

نورافشاں

مطبوعہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء

مسیحیوں اور مسلمین باہمی مقاربت کی تجویز

گذشتہ سے پیوستہ

براہین قاطعہ کی قسط ثانی

ڈاکٹر صادق علی صاحب نے رسالہ مذکورہ کے صفحہ ۲ سے صفحہ ۲۳ تک اپنے خیال کے موافق توریت و انجیل کی بعض عبارتوں کو حضرت محمد کی طرف منسوب فرما کر پھر چند آیات قرآنی بھی نقل فرمائی ہیں جو گویا بائبل کی پیشگوئیوں کی تکمیل ہیں۔ ہم جناب کے اس خیال کو یکجا ہی خود چھوڑ کر صفحہ ۲۴ سے صفحہ ۵۰ تک کا بیان ندر ناظرین کرتے ہیں۔ جو آپ کے مسیحی و مسلم اتحاد و موافقت کے خیال کو روشن کرتا ہے: ناظرین سے امید کی جاتی ہے کہ وہ اس تجویز پر اپنی قیمتی اسلام کا تہذیب و شائستگی کو مد نظر رکھ کر اظہار فرمائینگے اور دکھائینگے کہ مسیحیت مسیحیوں اور مسلموں کے قریب ہونے کے کیا اور کون سے امکانات پائے جاتے ہیں؟ ایڈیٹر۔

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ اگر مسیحی بزرگ میرے دلائل کو اب بھی تسلیم نہ کریں اور اپنی تقلیدی خیال پر اصرار کئے چلے جائیں تو ایک طریق فیصلہ کا اور گذارش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ دو چار اشخاص غیر مسلم اور غیر کتابی جیسے آریہ برہمو یا سناتن دھرم یا سکھ پنچ مقرر کر دی جاویں اور ان کو یہی دلائل جو میں نے بیان کئے ہیں سنائے جائیں اور پھر دیکھنا چاہئے کہ وہ کس کے حق میں فیصلہ دیتے ہیں۔

اگر یہ بات بھی منظور نہ ہو تو ان کا اختیار ہے اور اس کے بعد میں سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ ہم پر رحم کرے اور حق بات کو اختیار کرنے کی ہم کو سعادت بخشے۔ میں یہ بے انصافی پسند نہیں کرتا کہ مسلمانوں کی طرفداری حق میں اور ناحق میں دونوں میں کئے جاؤں۔ بلکہ میرا مسلمانوں پر بھی الزام ہے کہ انہوں نے خالص قرآن شریف کی پیروی چھوڑ دی ہے۔ اس بات میں وہ ملزم ہیں۔ قرآن شریف نے صرف تین ہی کتابیں آسمانی اور ہدایت دینے والی اور واجب الاتباع تبلائی ہیں۔ توریت۔ انجیل اور قرآن شریف ان کے سوا اور کسی کتاب کا اتباع درست نہیں تبلایا اس قرآنی حکم کی پیروی میں مسلمانوں نے بڑی سستی کی ہے اور بڑی غلطی کی ہے کہ قیاس اور روائتوں کو بھی آسمانی ہدایت کے برابر سمجھ لیا ہے مسلمانوں کو اپنی غلطی کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور مسیحی لوگوں کو تحقیق حق کے صحیح قاعدہ کی پیروی کرنی چاہئے اور نہ ہم دونوں فریق مصائب میں مبتلا رہینگے اور آسمانی سلطنت سے بہرہ یاب نہ ہونگے۔

مسیح جو بڑے بڑے کام کرتے تھے وہ خدا ہی کرتا تھا۔ اس سے مسلمانوں کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن مسیح کو خدا نے بھیجا اور سب کچھ مسیح کو خدا نے دیا۔ وہ جو علم اور طاقت خدا کو ہے وہ مسیح کو نہیں ہے۔ جب یہ ساری باتیں انجیل سے ثابت ہیں پھر خدا میں تین اشخاص فرض کرنا۔ اور ان تینوں کو طاقت اور بزرگی میں برابر ماننا اپنے بزرگوں کی روائتوں سے خدا کی کلام کو رد کرنا ہے۔ یہی الزام مسیح یہود کو دیا کرتے تھے۔ خود مسیحیوں نے وہی کام شروع کر دیا۔ سچ بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے بھی یہ غلطی اختیار کر لی ہے۔ اب ہم سب کو چاہئے کہ صرف خدا کی کلام کو اپنا ہادی بنالیں تاکہ بقول پطرس خدا کے حضور تازگی کے دن آویں۔

خدا کی توحید کا سارے مسیحی اقرار کرتے ہیں۔ اس لئے میں انجیل سے توحید کی آیات نقل کر کے طول دینا ضروری نہیں سمجھتا ہوں۔ البتہ عاجزی کے ساتھ ہی التجا کرتا ہوں کہ اگر ہم سب خدا کی کلام کو اپنا ہادی بنالیں اور ہم محبت اور ہمدردی کے ساتھ ملکر خدا کے کام کرنے شروع کر دیں تو ہماری سب کی نجات ہو جائے۔ مسیحی مشنری اپنا فرض خیال کرتے ہیں کہ تمام دنیا کے مذاہب کی تردید کیا کریں اور ایسی تقریریں اور تحریریں شائع کیا کریں۔ دراصل میں دیکھا جائے تو آسمانی بادشاہت کی منادی کرنی تو بے شک ان کا فرض ہے۔ لیکن دوسرے کے مذاہب کی نکتہ چینی کرنے کا حکم کہیں انجیل میں نہیں پایا جاتا۔ مسیح نے توریت پر کبھی اعتراض نہیں کیا۔ البتہ یہود کے چلن پر یعنی ان کی ریاکاری وغیرہ پر اعتراض کیا کرتے تھے جو توریت کے تعلیم کے بھی خلاف تھا۔ یہ بات کچھ بزرگوں کو مخفی نہیں ہے کہ مخالفت کی نظر سے جس چیز کو دیکھو اسی میں عیوب نظر آتے چلے جائینگے۔ مگر محبت کی نظر سے دیکھا جائے تو محاسن کے سوا اور کچھ نظر ہی نہیں آیا کرتا۔ کیا مخالف لوگوں نے کتب مقدسہ اور مسیح کی نکتہ چینی کرنے میں کچھ کمی کی ہے؟ کیا ان کو ان کتابوں میں اور مسیح کے رسولوں میں عیوب نظر نہیں آئے؟ اور ان کی شہادت اور دلائل کانی سے بھی زیادہ نہیں ہیں! جو شخص دوسرے کی نکتہ چینی کرتا ہے وہ دراصل اپنے دل کی حالت لوگوں پر ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ دیکھنا چاہئے کہ قرآن شریف خدائے واحد اور قادر مطلق کا علم دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے اور دوسرے بزرگوں کی اور کتب مقدسہ کی خوبیوں کا اعلان دیتا ہے آسمانی ہدایت کی اطاعت کرنے کی تاکید کرتا ہے مسیح کے معجزات کا اعلان دیتا ہے اور یہود کو مسیح پر ایمان نہ لانے کا الزام دیتا ہو اور مسیح کی تعلیم کی مدح کرتا ہے اور یہاں تک مسیح کی اور انجیل کی تائید کرتا ہے کہ مسیح کا آسمان پر جانا اور اس کے پیروں کا اس کے مخالفوں پر قیامت تک غالب رہنے کی اطلاع دیتا ہے۔ ان ساری خوبیوں سے آنکھیں بند کر کے اپنے خیال سے قرآن کو اور اسلام کو دھوکہ اور فریب ثابت کر کے باہمی عداوت بڑھانے اور توریت انجیل کی پیشگوئیاں چھپانے کے سوا اور کیا نتیجہ ہو سکتا ہے؟ اگر دل میں کچھ انصاف ہے تو مہربانی کر کے میں جو کچھ اوپر لکھ چکا ہوں اس کا کوئی معقول اور سچا جواب تحریر فرما دیں۔ اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم سے کم اتنا ہی کہہ دیں کہ اسلام کی تعلیم تو حق ہے۔ مگر مسلمان اس کی پیروی نہیں کرتے ہیں۔ انصاف کی بات یہ ہے کہ بحث کے معاملہ میں مسیحی اور مسلمان حد سے زیادہ تجاوز کر رہے ہیں اور باہمی اختلاف اور عداوت کو بڑھاتے چلے جاتے ہیں جو آسمانی ہدایت کے خلاف ہے تو بہت

اور انجیل میں سب سے بڑے حکم دو ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ خدای واحد سے اپنے سارے دل اور ساری جان اور ساری قوت سے پیار کر اور دوسرے یہ ہے کہ اپنے ہمسایہ سے اپنی جان کی برابر پیار کر۔ قرآن شریف سارا اسی ہدایت سے بھرا ہوا ہے سوای اس خاص امر کے جس میں خدا کے نافرمانوں پر اور مسیح کے دشمنوں پر جنگ کی صورت میں عذاب نازل کرنے کا حکم نازل ہوا تھا۔ اور پھر وہ حکم بھی قرآن شریف کی آخری آیت سے منسوخ کر دیا گیا تھا۔ سارا قرآن شریف انہی ہدایتوں سے بھرا ہوا ہے جو توریت و انجیل میں پائی جاتی ہیں۔ عیسائی بزرگ قرآنی تعلیمات سے واقف ہیں۔ اس لئے مجھ کو قرآنی تعلیمات کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر اُن کی نکتہ چینی کرنے کے سبب عام لوگ سمجھتے ہیں کہ قرآنی تعلیم توریت و انجیل کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لئے میں چند آیات کا خلاصہ آگے لکھتا ہوں۔

صبر کرنا بدی کا عوض بھلائی سے دینا معاف کرنا کسی پر غصہ نہ ہونا۔ خدای واحد کی عبادت کرنی۔ اسی پر توکل کرنا۔ کسی کی غیبت، حقارت، ہنسی نہ کرنی۔ بُرا لفظ زبان سے نہ نکالنا۔ نفس امارہ اور دنیا اور شیطان کے دھوکوں سے پرہیز کرنا سارے انبیاء کو اور آسمانی ہدایتوں کو حق ماننا اور جس کسی سے واسطہ پڑے اُس کے ساتھ بھلائی کرنی۔

یہ قرآنی تعلیم کا خلاصہ مختصر طور پر نقل کیا گیا ہے۔ قرآن شریف پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ایسی تعلیمات کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ وہ جو ایک خاص امر یعنے خدا اور مسیح کے دشمنوں پر احسان کو رد کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل ہوا تھا۔ وہ ایسی ہی صورت ہے جیسی خبر توریت اور انجیل میں پہلے سے نازل ہو چکی تھی۔ جو اُس کی نہ سنیگا اس سے انتقام لیا جائیگا۔ یا قوم سے کاٹا جائیگا۔ جس پر وہ پتھر گریگا اس کو پیس ڈالیگا جو اس پتھر پر گریگا وہ چکنا چور ہوگا۔ اور عہد العتیق کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ جو [illegible] خدا کے حکم سے موسیٰ اور ان کی پیشگوئی پہلی کتابوں میں ہو چکی تھی۔ اُن پر اعتراض کرنا انصاف نہیں ہے۔

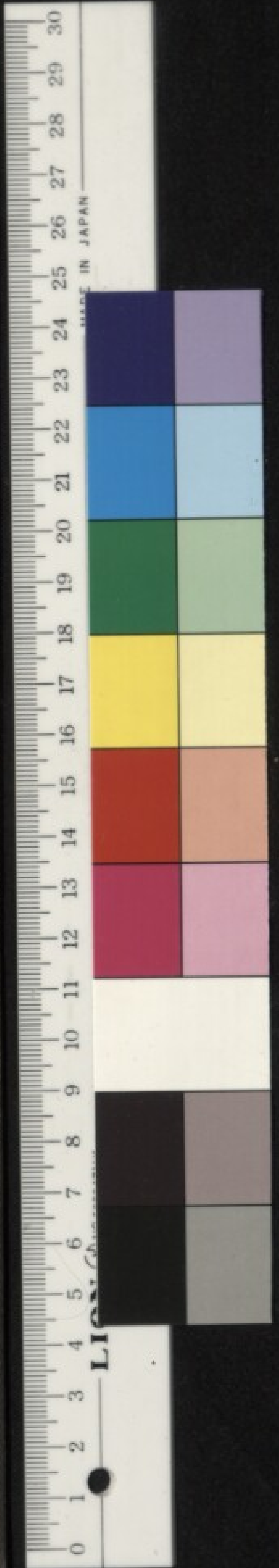
اگر رسول عربی کے اخلاق اور معاملات میں کوئی باتیں اُن کو خلاف تقدس نظر آتی ہیں تو اول تو وہ غیر معتبر روایتوں سے لوگوں نے نکالی ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اگر کسی بشریت کی لغزش نے داؤد اور سلیمان کے چلن میں پائے جانے سے اُن کو نبوت اور آسمانی برکتوں سے محروم نہیں کر دیا تو اسی قسم کی بات رسول عربی میں پائی جائے تو وہ کس لئے نبوت کے منافی خیال کی جاتی ہے۔ جو رسول اپنی قوم کو شریعت کی تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوتے ہیں۔ قانون قدرت کے موافق اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ رسول اپنی قوم کے ساتھ خیالات و جذبات میں مشابہت رکھتے ہوں۔ تاکہ اُن کی ضرورتوں اور حاجتوں کا بخوبی اندازہ اور احساس کرکے اُن کو مناسب طور پر تعلیم دیا کریں۔ موسےٰ علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ بہت مشابہت رکھتے تھے۔ اس لئے غضب اور زد و کوب وغیرہ اُن کی عادت میں داخل تھا بعض دفعہ سزا دینے میں زیادہ سختی کرتے تھے اور اسی طرح کے نبی کی بنی اسرائیل کو ضرورت تھی اور اللہ تعالےٰ اُن سے راضی تھا اور اُن کے ساتھ ہمکلام ہوتا تھا۔ اسی طرح رسول عربی ایک طرف تو تقویٰ اور تقدس کی خصلت کے سبب خدا کے رسول ہونے کی قابلیت اس زمانہ اور اس قوم میں سب سے زیادہ رکھتے تھے۔ اس لئے اُن کو خدا نے رسالت کے لئے منتخب کیا تھا اور دوسری طرف لوگوں کے خیالات و جذبات کا خود اپنے اندر احساس و اندازہ کرکے مناسب طریق ہدایت اختیار کرتے تھے۔ رسول عربی کے تابعین اور دوسرے منصف لوگوں کی نظر میں اُن کی دنیاوی باتیں بھی خوبی سے خالی نظر نہیں آتی ہیں مگر مخالف لوگوں کی نظر میں اُن کی اعلےٰ درجہ کی روحانی تعلیمات پر بھی اُن کی خود غرضی اور پہلی کتب مقدسہ سے سرقہ کرنے کا اشتباہ پیدا ہوتا ہے چونکہ اُن کی دنیاوی باتیں عام لوگوں کے ساتھ عموماً ایسی ہی ہوا کرتی تھیں۔ جیسے دوسرے دنیادار کیا کرتے ہیں۔ اس لئے مخالف لوگ اُن کی معمولی دنیاوی باتوں کو اُن کے سارے کاموں کا معیار بناتے ہیں۔ مگر مسلمان لوگ اُن کی اعلےٰ درجہ کی روحانی تعلیم کو پیش نظر رکھ کر اُن کے دنیاوی معاملات و تعلقات کو نہایت پسندیدہ بتلاتے ہیں۔ اس لئے اُن کے سارے اقوال و افعال کو نیک نیتی اور رفاہ عام کی غرض پر محمول کرتے ہیں۔ رسول کریم فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک شخص کے ساتھ فرشتہ اور جن ہوتا ہے۔ کسی نے سوال کیا کہ آپ کے ساتھ بھی جن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ بھی جن ہے۔ مگر میرا جن مطیع یا مسلم ہو گیا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ میں عام لوگوں کے جذبات کو محسوس کرتا ہوں۔ مگر ان جذبات کے دبانے پر قادر ہو گیا ہوں۔ دوسرے لوگ نفس کشی میں میرے برابر نہیں ہیں۔

پس ایسے نبی کا تعلق خدا کے ساتھ اور دوسری طرف قوم کے خیالات کے ساتھ ہونا ضروری تھا۔ مسیح اور یحییٰ ایسی باتوں سے بے شک پاک تھے۔ مگر وہ دونوں شریعت سکھلانے کے لئے نہیں آئے تھے اور ایسے زاہد امت محمدیہ میں بھی ہوئے ہیں۔ کہ اُنہوں نے دنیا سے بالکل تعلق نہیں رکھا۔ مگر میں یہ نہیں کہتا کہ مسیح اور یحییٰ کا درجہ عام زاہدوں کے برابر تھا۔ صرف میرا یہ مطلب ہے کہ پورا زاہد ہو کر انسان دنیاوی تعلقات سے بالکل مبرا ہو سکتا ہے۔ مگر ہر ایک نبی خصوصاً شریعت سکھلانے والا دنیا سے بالکل بے تعلق نہیں ہو سکتا ہے۔ غرض جو باتیں دوسرے انبیا کی نسبت میں محل نہیں ہو سکتی ہیں۔ اُن کو رسول عربی کے منافی سمجھے جانے کی کیا وجہ ہے؟

۵۰ ہزار کا قابل قدر عطیہ

مناپور ۲۳ اکتوبر۔ لاہور کے ایک پنجابی جنٹلمین نے مصیبت زدگان سیلاب کی امداد کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مناپور کو ۵۰ ہزار روپیہ بھیجا ہے۔

(بندے ماترم)





مسیحیت کی تجدید
اور
تاریخ کلیسیای ہند کا ایک ورق

گذشتہ سے پیوستہ

ہم نے مختصر طور پر ڈیڑھ سو سال کے واقعات کو گذشتہ اقساط میں بیان کیا ہے۔ ان واقعات پر نظر ڈالنے سے ہم کو چند امور کا پتہ چلتا ہے اول یہ کہ ڈی نوبلی کے تبلیغی طریقوں کی صحت کو تسلیم کر کے انجمن یسوعی نے اپنے مبلغین کو دو قسموں میں منقسم کر دیا تھا۔ پہلی قسم "برہمن سنیاسی" مبلغین کی تھی جس میں انجمن کے قابل ترین مبلغ تھے۔ جو ڈی نوبلی کی طرح ریاضت اور نفس کشی کی زندگی بسر کرتے تھے اور برہمن نام رکھتے تھے۔ جب ڈی نوبلی ضعیف العمر ہو گیا تو انجمن نے اس قسم کے مبلغین کو تقریباً تمام جنوبی ہند میں پھیلا دیا اور "برہمن سنیاسی قسیس" ہر جگہ دکھائی دیتے تھے۔ جو صرف برہمنوں اور اونچی ذات کے لوگوں میں تبلیغ کا کام کرتے تھے۔ دوسری قسم کے مبلغین نیچی ذات اور اچھوت ذات کے لوگوں میں کام کرتے تھے۔ چونکہ فرنگیوں کے خلاف تعصب بہت سخت تھا۔ لہٰذا یہ بھی سیاہ جبہ نہیں پہنتے تھے۔ اور دیگر پنڈتوں کا لباس رکھتے تھے۔ لیکن اونچی ذات کے لوگ ان کو فرنگی خیال کر کے ان سے بڑی حقارت سے پیش آتے تھے۔ ان مبلغین اور ان کے مسیحیوں کے مختلف گرجے ہوتے تھے۔ اونچی ذات کے مسیحی اپنے گرجا میں اور نیچی ذات اور اچھوت ذات کے مسیحی اپنے گرجا میں عبادت کرتے تھے مثلاً تنجور کے قریب سات گرجے تھے۔ جن میں سے چار دوسری قسم کے مبلغین اور ان کے مسیحیوں کے لئے تھے ان مبلغین کی اتنی عزت اور قدر نہیں ہوتی تھی جتنی برہمن سنیاسی مبلغین کی ہوتی تھی۔ اور برہمن سنیاسی مبلغین دوسروں کی نسبت لوگوں کو زیادہ تعداد میں مسیحی کرتے تھے۔ ہاں جب کبھی اچھوت مسیحی بغیر کسی قسیس کے ہوتے تو برہمن سنیاسی قسیس ان کی خدمت کرتے۔ لیکن ان کو اس قسم کی خدمت پوشیدہ طور پر کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ ایک برہمن سنیاسی قسیس کی بابت لکھا ہے۔ کہ وہ راتیں کلیسیا کے مومنین کی خدمت میں اور دن بت پرستوں میں تبلیغی خدمت کر کے گذارتا تھا"۔ ایک اور مبلغ کی نسبت لکھا ہے کہ "وہ تمام رات بیماران مسیحیوں کی خدمت کرتا تھا۔ اور صبح صادق سے پہلے اپنے گھر واپس آ جاتا تھا۔ اور تمام دن برہمنوں سے بحث کرتا رہتا تھا"۔

مسیحی کلیسیا کے ممبر کل ذاتوں سے مسیحی ہوئے تھے۔ اس میں برہمن بھی تھے۔ جولاہے بھی تھے۔ امیر بھی تھے غریب بھی تھے۔ تاجر بھی تھے فقیر بھی تھے۔ اونچی ذاتوں کے بھی تھے اچھوت ذاتوں کے بھی تھے۔ کلیسیا کثرت ازدواج کے سخت مخالف تھی۔ ترچناپلی میں ایک مسیحی نے اپنی ذات کے غیر مسیحی لوگوں کو اکٹھا کیا اور اس نے کثرت ازدواج کے برخلاف ایسی فصاحت سے تقریر کی کہ سب نے ایک ہی بیوی پر قانع رہنے کی تجویز منظور کر لی۔ نائک راجہ نے یہ سنکر کثرت ازدواج کو خلاف قانون قرار دیدیا۔ مسیحی کلیسیا بت پرستی کی بھی سخت دشمن تھی۔ اور بعض دفعہ یہ مخالفت بت شکنی کی صورت اختیار کر لیتی تھی۔ ایک دفعہ ترچناپلی میں ایک ہندو نے کہا کہ جو شخص گھوڑا اوپر بیٹھکر دیوتا کے مندر میں جاتا ہے وہ مر جاتا ہے۔ ایک مسیحی گھوڑا اوپر بیٹھکر مندر میں جا داخل ہوا۔ اور انہی گھوڑاوں سے بت کو توڑ کر اس کے اوپر کھڑا ہو گیا۔ بیتا منگلم میں مسیحیوں نے سب کے سامنے ننگ کر بے حرمت کیا ایک اور مسیحی نے مندر میں جا کر بت کا سر توڑ دیا ہندوؤں نے اس کو پکڑ لیا۔ اسکی ٹانگیں رسی سے باندھ کر اس کو درخت سے لٹکا کر اتنا پیٹا کہ وہ بیہوش ہو گیا۔ لوگ اسے مردہ سمجھ کر درخت سے اتار کر چلے گئے۔ جب اس کو ہوش آئی تو وہ پہلے گرجا کو گیا اور پھر اس نے ہندوؤں سے معافی مانگی۔

مسیحی کلیسیا کے ممبر کو طبقیت پرستی کا خیال نہیں ستاتا تھا اور وہ توہمات میں بمقابلہ دیگر مذاہب کے کم گرفتار تھے۔ مسیحی کلیسیا کے بعض ممبر اچھے عہدوں پر ممتاز تھے اور جیسا گذشتہ اقساط میں دکھایا گیا ہے ایذا رسانی کے وقت وہ ثابت قدم رہتے تھے ایک دفعہ ایک قسیس کو سزا مل رہی تھی اور مسیحی اس کے پاس کھڑے تھے۔ ایک مسیحی نے سپاہیوں کو کہا کہ تم ہم کو ایذا کیوں نہیں دیتے۔ سپاہیوں نے ان کو بھی پکڑ لیا اور سخت مار ماری۔ اس کے بعد ایک سپاہی نے مسیحیوں کو کہا کہ اگر تم مجھکو نذر دو تو ہم تم کو نہیں ماریں گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم خدا اپنے بیٹے کی خاطر تم کو کبھی روپیہ نہ دیں گے۔ ہاں اگر تم ہم کو ہمارے روپیہ کی عوض زیادہ عذاب دو تو ہم تم سے عذاب مول خرید لیں گے۔ اکتم پلیم میں مقدس جمعہ کے روز مسیحیوں کو قید کر لیا گیا۔ دو آدمیوں نے مسیحی کارندے کو سر کے بالوں سے پکڑ رکھا اور باقی اس کو پیٹتے رہے۔ پھر وہ اسکو شہر کے حاکم کے پاس لے گئے جس نے حکم دیا کہ اس کو لکڑیوں پر شکنجہ میں دیا جائے۔ رستہ میں ان کو ایک اور حاکم ملا جس نے اسکو پھر عذاب دیا اور اس کے ہاتھوں کو صلیب کی شکل میں بنا کر شکنجہ میں دیدیا۔ بیس روز کے بعد اس کے ماتھے پر گرم لوہے سے داغ لگایا گیا۔ اور اسکو شہر بدر کر دیا گیا۔ اس کارندے کے ساتھ چالیس اور مسیحیوں کو بھی عذاب دیا گیا۔ مدورا میں ایک فوجی افسر نے پندرہ روز تک ایک مسیحی کو ایذائیں دیں اور آخر کار اسکی ثابت قدمی پر خوش ہو کر اسکو اپنا خادم بنا لیا۔ جنوبی ہند کا پہلا شہید ہلیری تھا جسکو ڈی نوبلی نے بپتسمہ دیا تھا۔ وہ ۱۶۳۹ء میں ترچناپلی میں تیسری دفعہ قید ہوا۔ جلادوں نے اسکا سر ایک پتھر سے پھوڑ دیا۔ اور ایک اور شخص نے ڈنڈے سے اسکی پسلیاں توڑ دیں اور وہ یوں شہید ہو گیا۔ ایک اور شخص نے جس کے ذریعہ چھ اشخاص مسیحی ہو گئے تھے بت پرستی کی رسوم ادا کرنے سے انکار کیا۔ ایک یوگی نے خنجر اس کے بدن میں گھونپ کر اسکو مار ڈالا۔ ایک اور مسیحی کو ہندوؤں نے دریائے کاویری میں پھینک دیا۔ مسیحیوں کو اس قدر سزائیں دی جاتی تھیں کہ ایذاؤں کے بعد وہ پہچانے نہیں جا سکتے تھے۔

جب ہم ڈی نوبلی کے تبلیغی طریقوں پر نظر کرتے ہیں۔ تو بعض باتیں ہم کو قابل تقلید دکھائی دیتی ہیں۔ یہ مبلغین سنسکرت کو جو ہندوؤں کی مذہبی زبان تھی بخوبی جانتے تھے اور تیلگو سے جو امراء کی زبان تھی اور تامل سے جو عوام کی زبان تھی کما حقہ واقف تھے۔ مابعد زمانہ کے مبلغین نے ہندوستانی زبانوں کو سیکھنے کی اتنی کوشش

کبھی نہ کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ایسے کامیاب بھی کبھی نہ ہوئے - دور حاضرہ کے مسیحی مبلغین غیر مسیحی مذاہب کی زبانوں سے - ہندوستان کے علم ادب سے بلکہ عوام الناس کی زبان سے بھی بخوبی واقف نہیں ہوتے - اور سرسری حروف پر اکتفا کرتے خیال کرتے ہیں کہ ہندوستان کو مسیحی بنا لینگے - جب تک مبلغین علم ادب سے واقف نہ ہونگے اور اسکی قدر نہ کرینگے - ان کی مساعی بارآور نہ ہونگی -

دوم - ان مبلغین کا طریقہ تنظیم نہایت اعلے تھا - چونکہ انجمن یسوعی ایک فوجی نمونہ پر ڈھالی گئی تھی - اس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ ایک ہی سلسلہ میں منسلک ہوکر ایک افسر اعلے کے ماتحت کام کرتے تھے - دور حاضرہ میں مختلف مبلغین مختلف انجمنوں سے متعلق ہیں اور منتشر کوششیں کیجا ہوکر تنظیم نہیں پاتیں - آجکل ہندو سنگھٹن پر اور مسلمان تنظیم پر زور دے رہے ہیں - لیکن مسیحی بطور سابق منتشر ہیں اور اُن کی مساعی کبھی متفقہ نہیں ہوتی -

سوم - ان مبلغین نے کثرت ازدواجی کے خلاف اپنی آواز ہمیشہ اٹھائی - انہوں نے اپنے مسیحیوں کو نکاح کے رشتہ کی پاکیزگی کی تعلیم دی - غیر مسیحیوں نے اُن کو اس طرز عمل پر تکالیف بھی پہنچائیں - لیکن اس دلیر دل مبلغین نے دھمکیوں اور سزاؤں کی ذرا پرواہ نہ کی -

چہارم - یہ مبلغین بت پرستی کے خلاف ہمیشہ صدائے احتجاج بلند کرتے رہے - اُن کی یہ تعلیم تھی کہ دیوتا شیطانی لشکر ہیں - اور بت پرستی درحقیقت ابلیس پرستی ہے - مسیحیوں کو اور مبلغین کو اُن کے طرز عمل کے باعث ایذائیں پہنچیں - لیکن اُنہوں نے حقیقی وحدہ لاشریک خدا کی پرستش کی ہی تعلیم دی - (باقی آیندہ)　　برکت اللہ

مرگیجی ۲۲ اکتوبر - مسٹر سی - پی سکاٹ ۵۵ سال تک مانچسٹر گارڈین کے ایڈیٹر رہے - مسٹر سکاٹ کی عمر اس وقت ۸۰ سال ہے - اور اس اخبار میں اب بھی بڑی دلچسپی لیتے ہیں - ان کے ایکسپٹ کی لاء کورٹ - پی نے شہر مانچسٹر کو پیشکش کی ہے -

(بندے ماترم)

روح سے معمور زندگی

۲

ہر ایماندار کا پیدایشی حق ہے

ناظرین خدا کے لوگ اس کمی کو محسوس کرتے ہیں اور اس حق کے حصول کا اظہار بھی کرتے رہتے ہیں وہ کہتے رہتے ہیں کہ ہمارا ایسا تجربہ ابھی تک ویسا نہیں ہوا جیسکی ہم امید کرتے تھے - اور مندرجہ ذیل باتیں ہر روز دل میں غم پیدا کرتی رہتی ہیں -

۱ - بجائے فتح مند زندگی حاصل کرنے کے ہم گرتے ہیں اور شکست پاتے ہیں -

۲ - بجائے روح القدس سے تسلی پانے کے روحانی پیاس نہیں بجھتی ہے -

۳ - بجائے دلی آرام کے بے صبری اور بے آرامی بڑھتی جاتی ہے -

۴ - بجائے ترقی کے تنزلی نظر آرہی ہے -

اور جب مندرجہ بالا باتیں دل میں گذرتی ہیں تو فوراً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خداوند کا یہی مطلب تھا - جب اُس نے کہا - تیرے پاس آؤنگا - کیا ایمانداروں کی ایسی ہی پریشان زندگی ہوا کرتی ہے؟

لیکن پاک کلام ان غمزدہ سوالوں کا جواب بڑے زور کے ساتھ یہ دیتا ہے کہ ہرگز یہ باتیں درست نہیں ہیں - اور نیز بےشمار خدا کے فرزندوں کی گواہیاں موجود ہیں - جو یہ ثابت کررہی ہیں کہ مندرجہ بالا کمیوں کا ہونا صرف مسیحیوں کا اپنا ہی قصور ہے - ان کمیوں کو رفع کرنے کے لئے روح القدس کی معموری کی ضرورت ہے اور یہ ہر ایک ایماندار کا پیدایشی حق ہے - جب مسیحی کو نئی پیدایش مل گئی - تو روح القدس کا انعام اس کا پیدایشی حق ہوگیا - بعض دفعہ سننے میں آیا ہے کہ روح القدس ہر ایک مسیحی کا پیدایشی حق نہیں ہے - اس لئے یہ لفظ استعمال کرنا ناجائز ہے - لیکن ایسے خیال کو دل میں جگہ دینا اور اس کا اظہار کرنا دونوں واجب نہیں ہیں - یہ سمجھو کہ خدا سچا ہے - اور اُس کے وعدے سچے ہیں اور اس کا کلام سچا ہے - خدا پر اور اس کے وعدوں پر اور اس کے کلام پر ایمان رکھنا از حد ضروری ہے - اور تب معلوم ہو جائیگا کہ روح القدس کا انعام ہر ایک مسیحی کا پیدایشی حق ہے - پطرس رسول روح القدس سے بھر گیا - استفنس روح اور فضل سے معمور تھا - ایک سو بیس مرد و عورت ایک دم روح القدس سے بھر گئے - اعمال ۲: ۴ اعمال ۱: ۱۴ و ۱۵ -

مرد اور عورتیں جو قرنیلیوس کے گھر میں تھے روح القدس سے بھر گئے - اعمال ۱۰: ۴۴-۴۷)

پطرس نے اُن سے کہا کہ توبہ کرو اور تم میں سے ہر ایک اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یسوع مسیح کے نام پر بپتسمہ لے تو روح القدس کا انعام پاؤ گے - اس لئے کہ یہ وعدہ تم اور تمہاری اولاد اور ان سب دور کے لوگوں سے بھی ہے - جنکو خداوند ہمارا خدا اپنے پاس بلائیگا - (اعمال ۲: ۳۸-۳۹)

اب سوال یہ ہے کہ آپ نے اپنے پیدایشی حق سے کیا کیا ہے؟ کیا آپ نے اس حق کو لینے کے واسطے اپنا دعوے خدا کے سامنے پیش کیا ہے؟ کیا آپ نے روح القدس کا انعام میں پایا؟ یا آپ عیساؤ کی طرح ہیں؟ جس نے اپنے پہلوٹھا پن کے حق کو حقیر جانا (پیدایش ۲۵: ۳۴) اور اگر آپ اس حق کو حقیر نہیں جانتے ہیں؟ تو کیا اس کے حاصل کرنے میں غفلت تو نہیں کررہے ہیں؟ عیساؤ نے اپنی بیوقوفی کو اس وقت جانا جب وہ ایک روٹی کے ٹکڑا کے بدلے اپنے پہلوٹھاپن کو بیچ چکا اور اگرچہ اس نے اس برکت و بخشش کو دوبارہ حاصل کرنے کے لئے آنسو بہائے - لیکن بے فائدہ ثابت ہوئے پولوس رسول عبرانی ۱۲: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ میں اس طرح خدا کے الہام سے فرماتا ہے - غور سے دیکھتے رہو کہ کوئی شخص خدا کے فضل سے محروم نہ رہ جائے - ایسا نہ ہو کہ کوئی کڑوی جڑ پھوٹ کر تمہیں دکھ دے اور اس کے سبب سے اکثر لوگ ناپاک ہو جائیں - اور نہ ہی کوئی حرامکار یا عیساؤ کی طرح بے دین ہو جس نے ایک وقت کے کھانے کے عوض اپنے پہلوٹھے





ہونے کا حق بیچ ڈالا۔ کیونکہ تم جانتے ہو کہ اس کے بعد جب اُس نے برکت کا وارث ہونا چاہا تو منظور نہ ہوا۔ چنانچہ اس کو نیت کی تبدیلی کا موقع نہ ملا گو اُس نے آنسو بہا بہا کر اس کی بڑی تلاش کی"۔ کاش کہ ہر مسیحی جاگ پڑے اور پیشتر اس کے توبہ کا موقع گذر جائے اپنے پلوٹھا پن کے حق کو حاصل کرے۔ کاش کہ یہ پیشگوئی جو عبدیاہ نے کی ہے۔ ہماری مسیحی زندگی میں پائی جائے کہ یعقوب کا گھرانا اپنی میراث پر قابض ہوگا۔ عبدیاہ ۱۷ آیت (باقی آئندہ)

ڈبلیو۔ ایم۔ عزرایا۔

کونسلوں کی ممبری کے ووٹ

آجکل سب طرف کونسلوں کے ووٹوں کا چرچا ہے۔ لوگ یہی کوشش کر رہے ہیں کہ اُن کا ہم طبیعت اور ہم فرقہ شخص ہی اُن کا ووٹ لے۔

آپ کس کے لئے ووٹ دینگے۔ کیا آپ نے اپنا نمائندہ چن لیا ہے؟ اگر چن لیا ہے تو کس کو۔ اگر نہیں چنا تو جلدی کریں۔ کیونکہ وقت تنگ ہے۔ کہیں یہی نہ ہو کہ آپ بادشاہی دربار اور کونسل میں بغیر نمائندہ رہ جائیں اور آپ کا کوئی مددگار نہ ہو۔ اس وقت آپ کے سامنے دو نام ہیں۔ اول دنیا اور اس کی تمام چیزیں۔ یہ نمائندہ آپ کو کئی لباسوں میں نظر آتا ہے اور اپنے آپ کو کئی ناموں سے نامزد کرتا ہے۔ یہ آپ کو کبھی امیرانہ لباس میں نظر آتا ہے۔ اور کبھی خوبصورت جھلکتی ہوئی پوشاک میں اس کے ہمنشیں آپ کو عموماً بڑے بڑے وعدے دیتے ملینگے۔ مثلاً بڑا عہدہ۔ تمام عمر کی عیش۔ بےفکری۔ آزادی۔ سوسائٹی میں اعلیٰ رتبہ۔ ذوات کی فضیلت اور اُن کے ساتھ ہی آپ کو بڑی بڑی امیدیں نظر آئینگی۔ اس شخص کے ملاقاتی کارڈوں پر ذیل کے نام لکھے ہونگے۔ خدمد۔ ہندو۔ مسیحی چھوت سے پرہیز لاکھوں برس کے علموں کا ماہر۔ پرماتما کا انگ۔ پرماتما خود ہے۔

دوسرا شخص جو آپ سے ووٹ مانگتا ہے وہ ایک غریب مظلوم۔ پرہیزگار شخص یسوع مسیح ہے۔ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں اپنے زخم۔ کانٹوں سے چھلی پیشانی۔ کوڑوں سے خون آلودہ پیٹھ پیش کرتا ہے۔

آپ دونوں میں سے کس کو نمائندہ چننا چاہتے ہیں۔ پہلا شخص اپنے ساتھ صرف لفظی جمع خرچ رکھتا ہے اور جو کچھ وہ کہتا ہے بے ثبوت کہتا ہے۔ لیکن دوسرا اپنی صداقت کا ثبوت اپنے بدن پر رکھتا ہے۔ وہ اپنے دعوے کے لاثانی ثبوت رکھتا ہے۔ وہ سزا جزا کے جملہ قوانین کو پورا کرنے والا ہے۔ وہ میرے اور آپ کے حقوق کی حفاظت میں اپنے آپ کو نثار کرنے والا ہے۔ وہ آپ کو وہی راستہ بتاتا ہے۔ جس پر وہ خود چلا ہے اور اپنا ہی نام آپ کو دیتا ہے۔ پہلے شخص نے آپ کے لئے کچھ نہیں کیا۔ لیکن اس دوسرے نے آپ کی خاطر جان بھی دی ہے۔ اب وہ آپ کے ووٹ پر صرف "مسیحی نام" بغیر کسی ملاوٹ کے لکھوانا چاہتا ہے۔ پس آپ ان بزرگ ہستیوں میں سے کسے اپنا نمائندہ بنانے کے خیال سے ووٹ دینا چاہتے ہیں؟

یو۔ وی۔ جیکب

مسیحی سٹوڈنٹ کیمپ بمقام جہلم

از ۱۳ تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۲۶ء

یوں تو ہر ایک مسیحی اس کیمپ سے کم و بیش شناسا ہے۔ لیکن عوام الناس کا خیال ہے کہ ایسے کیمپ یا کونفرنسیں زیادہ مفید ثابت نہیں ہوئیں۔ بعض تنگ دل اصحاب خیال کرتے ہیں کہ ایسے جلسے یا کیمپ بجز تبدیلی آب و ہوا یا تفریح طبع سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ حتیٰ کہ بعض نے تو یہ کہہ دیا کہ یہ تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا ضرورت ہو کہ طلبا اپنے مقصد اولے کو نظرانداز کر کے خواہ مخواہ روپیہ اور وقت کا خون کریں؟ کیا ضرورت ہے کہ سٹوڈنٹس اپنے وقت کو ایسے فضول مشاغل میں صرف کریں؟ لیکن حضرات ایک مرتبہ ایسے جلسوں یا کیمپوں پر حاضر ہو چکے ہیں اُن پر بخوبی روشن ہے کہ خالص دودھ میں پانی کس قدر ہے اور وہ اس بات کے مدعی ہیں کہ ایسے کیمپ کئی نوجوانوں کو صراط مستقیم پر لانے کا باعث ٹھہرے ہیں۔ اگر تعصب کو بالائے طاق رکھ کر ایسے کیمپوں کے تاثرات پر غور کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائیگی کہ واقعی یہ کیمپ خداوند یسوع مسیح کی کئی گمراہ اور پراگندہ بھیڑوں کو فراہم کرنے کا موجب ہوئے ہیں۔

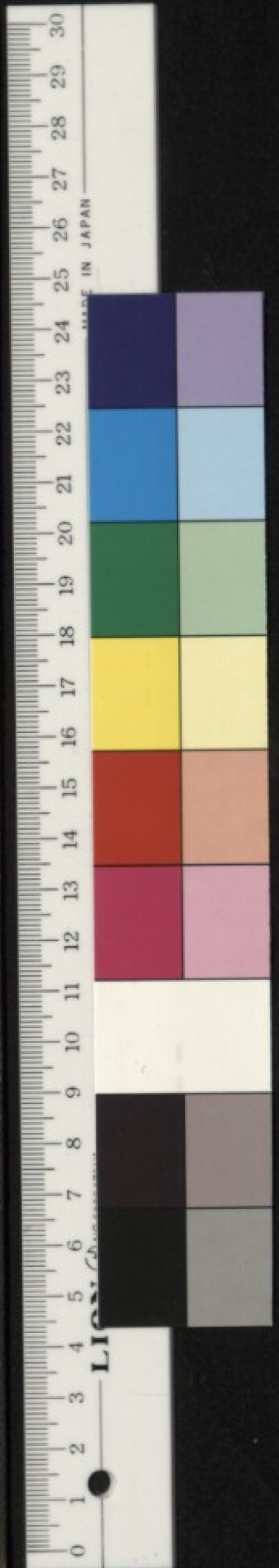
ہر سال پنجاب کے مسیحی نوجوان جو کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں کسی علیحدہ جگہ روزانہ دھندوں سے دست بردار ہو کر اپنی قوم کے روحانی اور مجلسی معاملات پر غور کیا کرتے ہیں۔ حسب دستور امسال بھی کیمپ بمقام جہلم منعقد ہوا تاکہ وہ ایسے معاملات پر غور و خوض کرے۔ میرے خیال میں ایسے کیمپ اشد ضروری ہیں۔ کیونکہ موجودہ نوجوان جو آج مختلف کالجوں میں تحصیل علم کے لئے کوشاں ہیں کل عنان قوم اپنے ہاتھ میں لینگے۔ جو آج طفل مکتب نظر آ رہے ہیں کل بار قوم اپنے شانوں پر اٹھائینگے۔ لہٰذا اُن میں قومی معاملات پر غور کرنے کی عادت ہونا چاہئے۔ اگر ابھی سے ان کی توجہ ایسے معاملات کی جانب منعطف کی جائے تو مجھے یقین واثق ہے کہ وہ طالب علمی کے زمانہ کے بعد قوم کی خدمت نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکینگے۔ اگر ان کو صرف کتابی کیڑا بنانے کی سعی کی جاوے تو کل کو دست تاسف ملنے پڑینگے۔

انہیں مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے امسال یہ کیمپ مندرجہ بالا تاریخوں پر منعقد ہوا۔ چند ایک وجوہات سے دہلی کالج کے طلبا اپنی شمولیت سے کیمپ کو رونق افروز نہ کر سکے اور وجوہات چند در چند لاہور سے کافی نمائندے نہ جا سکے۔ بہرحال کیمپ کے مقاصد کو پورا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ کیمپ کا مضمون تسلیم مطلق تھا۔ جس پر علاوہ ڈاکٹر صادق۔ مسٹر ڈائیرن۔ ڈاکٹر کوٹ۔ مسٹر ٹنگس ا

راولپنڈی۔ مسٹر ہچکسن از راولپنڈی اور مسٹر ہیرک از راولپنڈی نے تقریریں کیں اور ظاہر کیا کہ کس طرح اپنے آپ کو "خدا کے سپرد کرنا" ہوتا ہے۔ علامہ ڈاکٹر ایس پی سیموئیل صادق صاحب کی موجودگی طلبا کے لئے باعث فخر تھی۔ آپ نے اپنی پُر اثر تقریر میں یہ ظاہر کیا کہ کس طرح مسیح میں آکر ہماری کل مشکلات کا قلع قمع ہو جاتا ہے آپ نے بتایا کہ موجودہ زندگی میں مسئلہ حیات و ممات اور تکالیف اور مصائب کے منظے ہر ایک کو ستاتے ہیں لیکن جب ہماری ملاقات خداوند یسوع مسیح کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ جب ہم اپنے آپ کے پاس جاتے ہیں جب ہم اس قادر قدوس پر ایمان لاتے ہیں تو ہم ایک خوشگوار زندگی بسر کرتے ہیں۔ پھر آپ نے کہا کہ ہم کو کس طرح یقین ہو کہ خدا موجود ہے۔ آپ نے "ہمہ اوست" اور "ہمہ از اوست" کے مسئلہ کو حل کیا۔ اور ظاہر کیا کہ سچا خدا صرف ایک ہی خدا ہے جس کے سامنے کل چیزیں حقیر ہیں۔ جہاں وہ آیا ساری چیزیں موجود ہو گئیں اور اُسکی ہر جگہ رسائی ہے بعد ازاں آپ نے خودی کے مسئلہ پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ "میں کیا ہوں؟" آپ نے بتایا کہ ہر ایک چیز ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ جو دوسروں میں نہیں ہے۔ ایک پتہ دوسرے کے ساتھ نہیں مل سکتا۔ ایک کیڑا دوسرے کیڑے کی مانند نہیں ہے۔ اسی طرح ایک شخص دوسرے کا ثانی نہیں ہو یوں کہو کہ کوئی شخص دنیا میں اپنا ثانی نہیں پا سکتا۔ اور ہر ایک شخص ایک خاص مقصد کو لیکر آیا ہے۔ چاہئے کہ ہم اپنی زندگی کے مقصد کو سمجھیں لیکن اسے کس طرح سمجھیں مسیح کے پاس جا کر وہی ایک ہادی راہنما ہے۔ آپ نے کہا کوئی آدمی بجز مسیح ہماری زندگی کا مقصد نہیں بتا سکتا۔ انہوں نے مختلف فلاسفروں کی رائیں بیان کیں۔ لیکن ہر ایک اس کے بیان کرنے سے قاصر رہا۔ آخر میں آپ نے بتایا کہ کس طرح مسئلہ ارتقا بھی عاجز رہا ہے۔ کیونکہ اس مسئلہ کے حامی یہ کہتے ہیں کہ آدمی دن بدن بڑھتا ہے۔ کوئی نہ تو ایک حالت میں رہتا ہے۔ اور نہ ہی رہنا پسند کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں دنیا میں تبدیلی دقیقہ بدقیقہ ہو رہی دنیا بڑھتی جاتی ہے۔

لیکن وہ نہیں بتا سکتے کہ ہمارا حشر کیا ہوگا۔ پس لہذا مستدعا کی کہ ہمیں چاہئے کہ مسیح کے پاس جائیں۔ کیونکہ دنیا کے کل فلاسفر عاجز ہیں اور فقط مسیح ہی ہمارا حامی ہے اور اس کے بغیر ہم اعلیٰ زندگی حاصل نہیں کر سکتے۔ وہی ایک سرچشمہ ہے جس میں کل حکمت و معرفت کے خزانے چھپے ہیں۔ لازمی ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس پر قربان کر دیں۔ مسٹر ایلجن نے یہ ظاہر کیا کہ ہمیں اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنے سے کیا حاصل ہوتا ہے۔ انہوں نے دنیاوی تکالیف کا ذکر کیا۔ دنیا کی موجودہ ترقی کی طرف اشارہ کیا اور بتایا کہ یہ تمام فضول اور لایعنی ہے۔ انسان اگر ساری دنیا کو حاصل کرے اور اسے دلی اطمینان نہ ملے تو اسکی زندگی فضول ہے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنی تمام جسمانی اور روحانی ضروریات کو اس علت اولے یا مسبب الاول یا خدا ایل ہو اہ کے سپرد کر دے۔ ہر ایک کو چاہئے کہ جو اس کے پاس ہے جن اشیاء کا وہ مالک ہے۔ ہاں اپنی زندگی بھی اس کے سپرد کر دے تاکہ بقائے دوام اور راحت حقیقی حاصل کرے۔ دوسرے روز انہوں نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنے سے ہمیں کیا ملتا ہے۔ یا اپنے آپ کو سپرد کرنے کا معاوضہ کیا ملتا ہے ظاہراً تو معلوم ہوتا ہے کہ بجز تکلیفات جسمانی کے اور کچھ نہیں ملتا۔ کبھی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں کبھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن بالآخر ہمارے لئے دوامی راحت ہے۔ اگر ہم نے ایک مرتبہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیا ہے تو پھر ہمیں ارادہ نہیں بدلنا چاہئے۔ اپنے ارادوں میں مستقل اور مضبوط رہنا چاہئے۔ کیونکہ خداوند نے کہا ہے "جو ہل پر ہاتھ رکھ کر پیچھے دیکھتا وہ ہرگز خدا کی بادشاہت کے لائق نہیں"۔ ہم نے ہل پر ہاتھ رکھا ہے۔ ہمیں دنیاوی راحتوں کی خواہش نہیں کرنی چاہئے۔ ہمارا مقصد کچھ اور ہے اگر تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو ہمیں خوشی سے تکلیف اُٹھانی چاہئے۔ کیونکہ یہ تکلیف مسیح کی خاطر ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ مصیبتوں میں فخر بھی کریں۔ یہ جان کر کہ مصیبت سے صبر پیدا ہوتا ہے۔ اور صبر سے پختگی اور پختگی سے امید۔ ہر ایک آدمی ایک خاص مقصد برآری کے لئے اس دنیا میں آیا ہے۔ اُسے اپنا مقصد سمجھنا چاہئے۔ یہ مقصد وہ اسی حالت میں جان سکتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو اپنی خودی کو اس قادر مطلق پاک اور قدوس کے قدموں میں رکھ دے یا وہ اپنی زندگی کو اُس کے سپرد کر دے (اس قدر جگہ نہیں کہ ہم ہر ایک صاحب کے لیکچر کا خلاصہ بیان کریں لہذا ہم معذور ہیں۔)

علاوہ اس کے ایسے لیکچروں کے لئے ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ اس لئے بھی ملا تھا کہ طلبا ایسے مضامین پر بحث مباحثہ کریں جن سے ان کو روزانہ زندگی میں سابقہ پڑتا ہے۔ مثلاً ایک دفعہ یہ سوال اُٹھا کہ ہندوستان کی اہم ضرورت کیا ہے؟ ہر ایک نے اپنی دانست کے مطابق جواب دیا۔ آخرکار فیصلہ یہ ٹھہرا کہ ہندوستان کی اہم ضرورت عمدہ لیڈر کی ہے۔ اب سوال پیدا ہوا کہ ایسے لیڈر کیسے بن سکتے ہیں؟ بحث کے بعد سب اس بات پر متفق ہوئے کہ تعلیم یا طریقہ تعلیم کی اصلاح سے اسی طرح ہر روز ایک گھنٹہ یا ڈیڑھ گھنٹہ ایسے مضامین کی بحث میں صرف ہوتا تھا۔ ایک روز کسی طالب علم نے یہ سوال اُٹھایا کہ اگر ہم روح القدس حاصل کر کے بائبل کی گہرائیوں کو سمجھ سکتے ہیں تو کیا ضرورت ہے کہ ہم بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس کریں یا سیمنری میں داخل ہوں۔ جبکہ ہم ایک منٹ ایک سیکنڈ یا ایک گھنٹہ کے اندر روح القدس کو حاصل کر سکتے۔ اس کی تصدیق کے لئے کہا کہ شاگرد ایک بیمار کو اچھا نہ کر سکے تھے (جب یسوع کی صورت تبدیل ہوئی) لیکن آئندہ زندگی میں انہوں نے کئی بیماروں کو چنگا کیا۔ یہ اس لئے وقوع میں آیا کہ شاگردوں کو پہلے روح القدس کی معموری کا احساس نہ تھا۔ اور بعد کو وہ روح القدس سے معمور ہو گئے۔ اور ایسے ہی مسیح نے کسی کالج یا سیمنری میں تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ اس پر بہت بحث ہوئی کسی نے کہا کہ مسیح کیوں تیس سال سے پیشتر معجزے نہ کر سکا؟ صرف اس لئے کہ وہ تیار نہ تھا۔ لہذا



تیاری ضروری ہے۔ یہ بحث بہت دیر تک رہی لیکن مجمع کسی خاص فیصلہ پر پہنچ نہ سکا۔

ساتھ روحانی خوراک کے جسمانی ضروریات کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ تمام کھیلوں کا باضابطہ انتظام تھا۔ بہرصورت میرا خیال ہے کہ ایسے کیمپ اشد ضروری ہیں۔ کیونکہ مختلف کالجوں کے مسیحی طالب علم ایک جگہ فراہم ہو کر ایک دوسرے سے شناسائی حاصل کر سکتے ہیں علاوہ ازیں ہر ایک اپنی قوم کی حالت پر نظر ڈال سکتا ہے۔ اور سوچ سکتا ہے کہ اس کا کیا کام ہے۔ ایسے موقعہ پر خدا رسیدہ واعظین کے منہ سے خداوند کا پیغام سننے کا موقعہ حاصل ہوتا ہے۔ اور ان کے ساتھ گفتگو کر کے اپنی مشکلات کو رفع کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح سال بسال ملنے سے مختلف کالجوں کے طالب علموں کے دلوں میں برادرانہ محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جب وہ زندگی کے تفکرات میں محو و مستغرق ہو جاتے ہیں اس وقت اگر کوئی پرانا شناسا ملے تو وہ نہایت خندہ پیشانی سے ملتے ہیں اور ہر طرح سے اس کی خدمت کرنے کو تیار رہتے ہیں

آخر میں ہم منتظمان کیمپ کو مبارکباد دیتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ طالب علموں نے جو کچھ سنا تھا اسے دل میں جگہ دینگے۔ اور اس کے مطابق اپنا دستور العمل بنا کر یسوع مسیح کا جلال ظاہر کرینگے۔ والسلام۔

پی۔ این بھنوت۔ نادر

مظاہرات قدرت

ہوانا ۲۲ اکتوبر کی خبر ہے کہ وہاں ہوائی اور بلائی طوفان نے محشر بپا کر دی۔ ۱۲۵ میل فی گھنٹہ کی رفتار کے ہوائی طوفان نے بحر و بر پر بے اندازہ نقصان جان و مال کیا ہے۔ ۶۵۰ جانیں تلف ہوئیں اور بے اندازہ انسان مجروح ہوئے ہیں۔ ۶۰۰۰ انسان بے گھر اور بے در ہو گئے۔ ۳۰۰ آدمی تبانو میں مر گئے۔ ۲۰۰ ہوانا میں مرے ہیں۔ دس شہر اور گاؤں بالکلیہ تباہ ہو گئے ہیں۔ نقصان مال کا اندازہ ۱۰۰۰۰۰۰۰

گوارا کیا گیا ہے۔ اس ہولناک تباہی کے باعث لوگ حیران اور سائنسدان پریشان ہیں۔

مریخ سیارہ کے باشندوں سے بات چیت کی کوشش

آنے والے بدھ کے روز سیارہ مریخ ہماری زمین کی انتہائی قربت میں آ جائیگا۔ اس وقت زمین اور مریخ میں چار کروڑ بیس لاکھ میل کا بعد و فاصلہ ہوگا۔ ایک دفعہ سال میں مریخ ہماری زمین کے اسی قدر قریب آ کر پھر سال بھر زمین سے کروڑوں میل دور آسمانی خلا میں سفر کرتا رہتا ہے۔ اس دفعہ زمینی باشندوں کی یہ کوشش ہو رہی ہے کہ وہ کسی حکمت سے سیارہ مریخ کے باشندوں کو زمین سے پیغام دیا جاسکے۔ اور ان کا پیغام سنا جائے۔ سائنسدانوں نے اس بات کا اظہار کیا ہے۔ کہ بعض دفعہ پر اسرار طریق سے انہوں نے ایسے بیانات سنے ہیں جو زمین کے کسی مقام سے بھیجے ہوئے معلوم نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ مریخ کو سگنل دے کر وہاں سے جواب پانے کی کوشش کرینگے۔ آنے والے بدھ کا دن یاد رکھئے۔

آرمینیہ میں زلزلہ سے تباہی

ابھی آرمینیہ کے گذشتہ زخم تازہ ہی تھے۔ کہ خدا کی طرف سے ایک تازہ زخم اس ملک کی تباہ شدہ انسانی آبادی کو ۲۳ اکتوبر کے روز لگا ہے۔ وہاں زلزلہ نے تباہی اور ویرانی کا خوفناک جھاڑو پھیر دیا ہے۔ ایک درجن دیہات فنا ہو گئے۔ ۳۰۰ انسان مر گئے اور ۳۰۰ سے زیادہ زخمی ہو گئے ہیں۔ ۱۲ گاؤں کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ ۶ گاؤں بالکلیہ نابود ہو گئے ہیں۔ ایروان کے کیبل سے معلوم ہوا ہے کہ سینکڑوں انسان مرے ہیں۔ اور ہزاروں کو نقصان اور زخم لگے ہیں۔ اور کئی ہزار بے گھر اور بے در ہو گئے ہیں۔ امریکن کالج کے صاحبان سب بچ گئے ہیں ہمیں امید ہے مسیحی صاحبان آرمینین کو ان کی مصیبت میں یاد فرمائینگے اور ان کی مدد میں دست

سخاوت کرکھوئینگے ؟

لاہور میں ڈاکٹر سٹینلی جونز کے لیکچرس

۱۲ اکتوبر سے ۲۲ اکتوبر تک لاہور میں ڈاکٹر سٹینلی جونز کے لیکچرس ہوتے رہے۔ جن سے سامعین کو کمال ترو تازگی حاصل ہوئی۔ آپ کے زیادہ لیکچرس غیر مسیحیوں میں ہوئے۔ اور دو مسیحیوں میں بھی ہوئے۔ مذہب میں تبدیلی اور اس کے اسباب۔ کنورژن مسیح اور آزادی۔ کیا آنے والا یسوع مسیح ہی ہے یا ہم کسی دوسرے کی راہ دیکھیں۔ اس نے اسے اپنے آپ پر لیا وغیرہ آپ کے مضامین تھے نیز آپ نے ایسی تقاریر کیں۔ کہ سامعین انہیں اپنی زندگی کے ایک عرصہ تک یاد رکھینگے ہماری دلی دعا ہے کہ خدا آپ کے کلام کی تاثیر کو زیادہ اور گہرا کرے۔

مصری نوبین مسیحی رسوم کے شکنجہ میں

نوبین قوم کافی تعداد میں مصر میں رہتی ہے یہ مسلمانوں کی ایک قوم ہے۔ مگر ان کی بعض رسوم بالکل عیسائیوں جیسی ہیں۔ مثلاً جب کسی نوبین کے گھر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو باپ اور دیگر رشتہ دار اس کمرہ کی دیوار پر جس میں بچہ اور بچہ کی ماں ہوتے ہیں۔ کافی تعداد میں صلیب کے نشان بناتے ہیں جس سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ اس طریقہ سے بھوت پریت وغیرہ گھر سے بھاگ جائینگے۔

(آریہ گزٹ)

یوروپین لباس وضو نہیں کرنے دیتا

ترک پورے یوروپین بن گئے۔ اور انہوں نے کھلم کھلا اس امر کا اعلان کر دیا ہے کہ موجودہ یوروپین لباس کے ساتھ نہ ہی مسجد پر نماز ادا کی جا سکتی ہے اور نہ ہی وضو ہو سکتا ہے۔ بلکہ اس لباس کے ساتھ فرش پر بیٹھنا ناممکن ہے۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ گرجاؤں کی طرح مسجدوں میں بنچ ہو جائیں ہر ایک جوتی لیکر مساجد میں داخل ہو سکے۔ نیز دن بھر میں ایک وضو

ہی کافی سمجھا جائے۔ اور یہ دستور ہر ایک اپنے گھر سے لے۔

(مر)

الہ آباد ۲۵ اکتوبر۔ ٹریفک آفیسر نے مسٹر جی ڈی برلا کے کاغذات نامزدگی کو جائز قرار دیا ہے

(بندے ماترم)

قبر سے نجات پانیکا عجیب طریقہ

فرینک رائیٹر نامی مغربی انجینیر نے اس قسم کی قبر بنائی ہے کہ اگر خدانخواستہ کوئی مردہ مجبوراً دفن کر دیا جائے مگر ہو وہ دراصل زندہ تو وہ جبری موت سے نجات پا سکتا ہے۔ قبر کے فرش سے نالی قبر کی بیرونی سطح تک آتی ہے جس سے تازہ ہوا قبر کے اندر جا سکتی ہے۔ قبر کے اندر بیرونی سطح تک سیڑھی لگی ہوتی ہے۔ اور قبر کے باہر ایک گھنٹی ہے اگر کوئی شخص زندہ دفن ہو جائے اور وہ طاقتور ہو تو سیڑھی پر چڑھ کر گھنٹی بجا سکتا ہے۔ جسکی آواز سنکر باہر جا قبرستان کا محافظ اسکی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔

(ذاکر گرلش)

کھانا کھلانے کی کل

امریکہ میں ایک سائنسدان نے ایک کل ایجاد کی ہے جو خود انسان کو کھانا کھلاتی ہے۔ اور کھانا کھانے والے کو ہاتھ تک نہیں ہلانا پڑتا ہے۔ بے ہاتھ مجروحوں کے لئے ایجاد کی گئی ہے۔ مگر یورپ اور امریکہ کے مصروف کاروباری آدمی بھی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جن لوگوں کو دن میں اخبار بینی کی فرصت نہیں ملتی وہ کھانا کھانے وقت دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اخبار پڑھتے ہیں اور مشین ان کو کھلاتی رہتی ہے۔ یہ مشین پاؤں کی مدد سے چلتی ہے۔

میز کے اوپر ترازو کی قسم کا ایک آلہ لگایا جاتا ہے۔ جس کے ایک طرف وزن بندھا رہتا ہے اور دوسری طرف زنبور۔ زنبور ہمیشہ منہ کے قریب رہتا ہے۔ اور جونہی پاؤں سے مشین کو حرکت دی جاتی ہو تو زنبور نیچے جا کر اور کھانا اٹھا کر منہ کے پاس آ جاتا ہے۔ اور اس طور سے آدمی ہاتھوں کی مدد کے بغیر کھانا کھاتا رہتا ہے۔

(مر)

خبریں

سرکاری اعلان

۱۱ نومبر کو آرمسٹس ڈے (جنگی صلح کا دن) ہے ہز مجسٹی حضور ملک معظم کی خواہش کے مطابق اس دن حکومت متحدہ کے تمام گرجاؤں میں میموریل سروس ایسے وقت پر ادا کی جائیگی جبکہ ۱۱ بجے قبل دوپہر کو سروس کے دوران میں ۲ منٹ کی خاموشی ملحوظ رکھی جاسکے۔ حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نے گورنمنٹ پنجاب کو اپنی اس خواہش سے مطلع فرمایا ہے۔ کہ جنگی صلح کا دن اسی طرح تمام ہندوستان میں منایا جائے۔ لہذا ہز ایکسیلنسی حضور گورنر بہادر امید کرتے ہیں کہ پنجاب بھر میں ایسے انتظامات کئے جائیں کہ ۱۱ بجے قبل دوپہر (ریلوے ٹائم) دو منٹ مکمل خاموشی اختیار کی جائے۔ جناب ممدوح کو یقین ہے کہ تمام عیسائی گرجاؤں میں حسب دستور مناسب میموریل سروس منعقد کی جائیگی۔ نیز جناب ممدوح جنگی صلح کا دن منانے کے لئے جملہ جماعتوں کو شرکت عمل کی دعوت دیتے ہیں۔

لاہور ۲۲/۱۰ ۲۶ مظفر خان

ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات پنجاب

رنگون ۲۳ اکتوبر پچھلے ہفتہ کو مسٹر پرنے پولیس سپرنٹنڈنٹ نے اطلاع ملنے پر انسپکٹروں اور گواہوں کی ہمراہی میں آدھی رات کے قریب کانڈن میں خانہ تلاشی کی۔ جہاں ان کو اکیس جوڑے ٹھپے جست اور دیگر دھاتیں اور کیمیکل سامان جس سے جعلی تماہی سکے تیار کئے جاتے تھے۔ انہوں نے دو چینیوں سٹے کینڈا اور مشین چینڈی کو گرفتار کر لیا ہے۔ ڈویژنل مجسٹریٹ نے گواہوں کے بیانات لے کر دونوں ملزموں کو بالائی ساعت مقدمہ زیر دفعہ ۲۳۵ ضابطہ فوجداری ہائیکورٹ بھیج دیا۔ جرم یہ عائد کیا کہ جعلی سکوں کے تیار کرنے کا سامان ان کے قبضہ میں تھا۔

(بندے ماترم)

بمبئی ۲۲ اکتوبر۔ مسٹر ہارنیمین کے اخبار انڈین نیشنل ہیرلڈ کا پہلا پرچہ نکل آیا ہے۔

(مر)

ورسیلز ۱۲ اکتوبر۔ چیپل کے جواہرات کے کمرہ میں چور گھس گئے۔ اور مشہور و معروف گلابی ہیرا جسے گرینڈ کانڈے کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جسکی قیمت ایک کروڑ فرانک سے زیادہ ہے چرا کر لے گئے۔ اس کے علاوہ اسی کمرہ میں دو خنجر بھی تھے۔ ایک الجیریا کے اسلامی مجاہد امیر عبدالقادر کی یادگار تھا اور دوسرا ٹیپو صاحب کا تحفہ وہ بھی غائب کر لے گئے۔ زیورات کا تو ذکر ہی کیا۔

(مر)

الہ آباد کے وکیل شفاء اللہ خان نے عدالت صاحب جائنٹ مجسٹریٹ الہ آباد میں شاہ حفیظ عالم جنیدی ایڈیٹر روزنامہ العزیز کے خلاف بعض مضامین کی بنا پر جو جریدہ مذکور میں شائع ہوئے اور جنکو مستغیث نے اپنے لئے اہانت آمیز خیال کیا۔ زیر ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا ہے۔

(مر)

ہمعصر لیڈر لکھتا ہے۔ کہ مہاراجہ نابھہ جو میرٹھ ڈویژن سے اسمبلی کے لئے امیدوار ہیں۔ اس حلقہ سے دو امیدوار پہلے نامزدگی کے کاغذات داخل کر چکے ہیں۔

(مر)

نورافشاں کی توسیع اشاعت میں سرگرم کوشش کریں۔

ہمارے فلاسفروں نے فلسفے کی بنیاد یہی سوچ اور آتما پر رکھی اور آتما کو باقی تمام اشیاء سے مقدم جانا۔ اسی واسطے اہل مشرق اور خاصکر ہندوستانیوں کی طبیعت فطرتاً روحانی باتوں کی طرف زیادہ مائل رہتی ہے اور اسی واسطے آتما یا دل کو باقی تمام قوتوں سے وہ بہتر جانتے اور اس کے حاصل کرنے کی خواہش ہمیشہ اُن کے دامنگیر رہتی ہو۔

دوسری وجہ جسکے باعث اہل مشرق نے اہل مغرب کی اس نئی ایجاد کی مخالفت کی یہ کہ جو وجوہات اور دلائل اس ایجاد کے رائج و اقتدار کے واسطے پیش کی جاتی ہیں وہ ظاہراً ایسی ہیں جنکو مشرق کے اہل صفا اور فقیر و فقرا روحانیت سے دور اور مادیت کے نزدیک سمجھتے ہیں۔ غرض اہل مشرق کا اس نئی ایجاد کی مخالفت کرنا ایک امر اتفاقیہ نہ تھا بلکہ ایک ایسی طبیعت کا تقاضہ تھا جو کہ ایک خاص قسم کے فلسفہ کے زیر اثر رہ کر تیار ہوئی تھی۔ وہ فلسفہ غلط تھا یا درست فی الحال زیر بحث نہیں۔ اس زمرے میں صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہے کہ جسکو ہمارے فلاسفروں نے پہلے معلوم کیا تھا اسکو اہل مغرب اب معلوم کر رہے ہیں۔ چنانچہ جو اشخاص تواریخ فلسفہ سے واقف ہیں وہ اس بات کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔

مندرجہ بالا سطور میں ہم نے چند ایک باتوں کا ذکر کیا ہے۔ اول یہ کہ اہل مغرب کے خلاف اہل مشرق کا نقطہ نظر روحانی ہے۔ دوئم یہ کہ اہل مغرب بھی اب آہستہ آہستہ روحانیات حاصل کر رہے ہیں۔ سوئم یہ کہ موجودہ ایجاد (شخصی پیالے) اہل مشرق کی دانست میں روحانیت کے تصور کے متضاد ہیں۔ اب اگر اس رسم کا اچھا یا برا ہونا صرف اہل مشرق کی طبیعت سے جانچا جائے تو ہم کہینگے کہ یہ رسم اہل مشرق کے واسطے مفید نہیں کیونکہ یہ اُن کی طبیعت کے خلاف ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ ایک مدت تک ایک ہی قسم کے فلسفہ کے زیر اثر رہتے رہتے اہل مشرق کی طبیعت بھی اُس کے مطابق ہو گئی ہو۔ اور جو نقص اُس فلسفہ میں موجود تھے۔ وہ اُن کی طبیعت میں بھی آ گئے ہوں۔ دیگر چونکہ انسانی طبیعت خود ایک حد تک قانون ارتقا کی زد میں ہے۔ اس واسطے صرف طبیعت کے معیار کو ہم کافی نہیں گردان سکتے۔ لہٰذا اس طرز کا مفید یا غیر مفید ہونا ہم صرف اس بات پر ہی چھوڑتے ہیں کہ آیا یہ انجیل شریف کے مطابق ہے یا نہیں ☆ (باقی پھر)

فضل الدین

نجات کی سادگی

یوحنا پہلا باب ۱۱-۱۳ آیت۔ وہ اپنوں کے پاس آیا اور اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُن کو خدا کے فرزند ہونے کا حق بخشا یعنے اُنہیں جو اُس کے نام پر ایمان لاتے ہیں وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوتے ہیں۔

دوستو۔ یہ الفاظ کیسے سادہ اور کیسے سنجیدہ ہیں۔ بیوقوف سے بیوقوف کے لئے بھی یہ خوشخبری ہے۔ جس سے وہ نجات پا سکتا ہے۔ لیکن ممکن ہے کہ جو اپنے تئیں دانا اور عقلمند سمجھتے ہیں وہ اس کلام کی گہرائی میں غوطے کھاویں ممکن ہے کہ اُن کے واسطے یہ الٰہی صداقت کی وہ پہاڑیاں بنجاویں جن پر وہ چڑھ نہ سکیں۔ لیکن سادہ دل لوگوں کے واسطے یہ وہ سیدھا اور صاف راستہ ہوں جس میں ممکن نہیں کہ وہ گمراہ ہوں یا غلطی کریں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سادہ لوح کی آنکھوں پر آسمانی نور کی کرن سے جو اُن پر چمکتا ہے اندھاپن چھا جاوے۔ لیکن ممکن ہے کہ خداوند اُن کی آنکھوں کو روشن کرے۔

اس آیت سے تین باتیں پیدا ہوتی ہیں پہلے مسیح کو قبول کرنا یا اس کے نام پر ایمان لانا۔ دوسرے خدا کے فرزند ہونا۔ اور تیسرے اس کلام میں ایک بھید ہے۔

(۱) مسیح کا قبول کرنا۔ میں چاہتا ہوں کہ سب بھائی یہ کہہ سکیں کہ ہم اس سادہ کلام کو سمجھتے ہیں۔ اسی سے تو ہم نے ابدی زندگی حاصل کی ہے۔ مسیح کو قبول کرنے کے بارے میں یوحنا ایک خاص عمل بتلاتا ہے یعنی وہ اپنوں کے پاس آیا اور اپنوں نے اُسے قبول نہ کیا۔ چاہئے تھا کہ یہودی جو خداوند کی قوم کہلاتے تھے اُسے قبول کرتے مگر اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔ مگر اکثر مرد و عورتوں نے اُسے جا بجا قبول کیا اور اقرار کیا کہ ہم یسوع کو مسیح موعود قبول کرتے ہیں۔ بھیڑ کے ساتھ تو ہم اکٹھے آسمان میں داخل نہ ہو سکینگے۔ اس لئے کہ ابدی زندگی کا راستہ تنگ اور کٹھن ہے۔ اور ضرور ہے کہ ہم ایک ایک ہو کر گذریں اور آسمانی شہر کو دوڑیں اور کوشش کریں کہ ابدی زندگی میں داخل ہو دیں اور تاج حاصل کریں۔ کیا ہم میں سے ہر ایک یہ کہہ سکتا ہے کہ مسیح فی الواقع میری نجات ہے۔ دیکھو سند کی آیت صاف صاف کہتی ہے کہ جتنوں نے اُسے قبول کیا۔ ۔ ۔ ۔ ہر ایک کو ضرور ہے کہ مسیح کو ضرور قبول کرے۔ روح پاک بھی تو ہمارے لئے ایمان نہیں لا سکتی۔ اس میں شک نہیں کہ روح پاک ہمارے دل میں ایمان پیدا کرتی ہے۔ لیکن ایمان ہم کو لانا چاہئے۔ ایمان خداوند کی بخشش ہے۔ ہمیں ایمان سے خداوند مسیح کو قبول کرنا فرض ہے کیونکہ جتنوں نے اُسے قبول کیا اُس نے اُن کو خداوند کے فرزند بننے کا حق بخشا۔ اُنہوں نے اُسے خوشی سے قبول کیا وہ خوراک تھا اور اُنہوں نے اُس سے اپنے تئیں سیر کیا۔ وہ آب حیات تھا اور اُنہوں نے اُس سے پیا۔ وہ نور تھا اور اُنہوں نے نور کو قبول کیا۔ وہ ابدی زندگی تھا اور اُنہوں نے زندگی کو قبول کیا اور اس میں جینے لگے۔ مسیح کا یہ کلام کیسا دلپسند ہے جبکہ اُس نے کہا کہ خداوند خدا کی روح مجھ پر ہے۔ کیونکہ خداوند نے مجھے مسیح کیا تاکہ مصیبت زدوں کو خوشخبری دوں۔ اُس نے مجھے بھیجا کہ میں ٹوٹے دلوں کو درست کروں اور قیدیوں کے لئے چھٹکارے اور بندھوؤں کے لئے قید سے نکلنے کی منادی کروں اور جو غمزدہ ہیں اُن کو تسلی بخشوں۔ بس اسی مسیح پر ایمان لانے سے ہم کو نجات حاصل ہوتی ہے۔ اگر ہمارا یہ ایمان ہے تو ہم خدا کے فرزند ہیں اور سند کی آیت کے بموجب یہ حق کسی اور کو نہیں ملا۔ یہی ثبوت ہے کہ ہم بخشے گئے اور معاف کئے گئے۔ کیونکہ اُن کے واسطے جو خداوند مسیح میں ہیں اب سزا کا حکم نہیں۔ غرضیکہ مسیح کو قبول کرنے سے ہی ہم خدا کے مقبول ہو سکتے ہیں۔

(۲) خدا کے فرزند ہونا۔ دیکھئے مسیح پر ایمان لانے سے کیسی عمدہ اور اعلیٰ برکتیں ہم کو ملتی ہیں۔ ہم جو کھوئے

ہوئے تھے۔ اور اس سے دُور تھے غلام تھے۔ اجنبی۔ بیگانے اور ... دشمن تھے جس وقت ہم نے مسیح کو قبول کیا ہم خدا کے فرزند مانے گئے لیکن ہمارا مسیح اس سے بڑھ کر بھی کرتا ہے کیونکہ وہ ہم کو فضل عنایت کرتا ہے تاکہ ہم فرزندی کے حق کو محسوس کریں اور جب فرزندوں کی خصلت درست ہو جائیگی۔ تو ہمارا مسیح اپنا جلال ہم کو بخشیگا۔ تب ہم آسمان میں پیچھے نہیں بلکہ ابدی تخت کے نہایت ہی نزدیک ہونگے اور بادشاہ کے ساتھ اُس کے محل میں رونق افروز ہونگے۔

(۳) اس کلام میں ایک بھید ہے۔ عزیزو، ہم نہ صرف فرزند بنائے گئے۔ اور فرزندوں کا حق پایا۔ بلکہ بھیدوں کی بات یہ ہے۔ کہ آسمانی نئی پیدایش ہم کو دی گئی ہے۔ مقدس کی آیت کہتی ہے کہ وہ نہ خون سے نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ نئی پیدایش ہمارے لئے نہایت ضروری اصلاح ہے۔ خداوند کے فرزند ہونے کے لئے ہم کو اس نئی پیدایش کی ضرورت ہے۔ اے دوست اگر تو نے مسیح کو اپنے دل میں قبول کیا ہے تو تو سرنو پیدا ہوا ہے جو نہ خون سے۔ نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اسی صورت میں ہم موت سے زندگی میں پہنچ گئے ہیں مسیح نیکوں کے لئے نہیں بلکہ بدوں کے واسطے اور راستبازی کے لئے نہیں بلکہ بُروں کے لئے کفارہ دیا گیا۔ تاکہ ہم ابدی زندگی حاصل کریں وہ ہمارا نجات دہندہ ہے۔ اُسے ہمیں معاف کرنے کی قوت بے حد ہے۔ ہم کو صرف اس پر کامل بھروسہ رکھنا چاہئے۔ کہ ہم فرو خدا کے فرزند ہیں۔ خدا کرے کہ ہم میں سے ہر ایک سوختگی پاک روح ہدایت کرے۔ کہ ہم ہمیشہ اس کے سچے فرزند بنے رہیں۔ آمین۔

وکٹر ایسی۔ راہبن۔

ضرورت - ایک ایسی لائق خاتون کی ضرورت ہے جو میری دو تین لڑکیوں کو سوزن کاری۔ کروشیا۔ گلوبند موزہ بافی وغیرہ کا کام اعلےٰ و عمدہ طریق پر سکھلا سکے۔ نیز ہندوستانی و انگریزی وضع کی پوشاک کی تراش و نفیس کی سلائی وغیرہ سکھلا سکے۔ تنخواہ [illegible] روپیہ ماہوار علاوہ خوراک مکان۔ خواہشمند مفصل حالات قابلیت و قومیت و عمر وغیرہ کے جلد درخواست ذیل پتہ پر دیں۔ بیگم صاحبہ سیٹھ ظہور محمد۔ "آفتاب منزل" پل پاڑ سیٹی (جودھپور)

یوئنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور یہ چار خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے۔ کلاس فیس سرکاری شرح ہے متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرکشا [illegible] تک گروکرنول [illegible] تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں ۱۲/۱۰

(۱) دمہ خشک ہو یا تر نیا ہو یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دُور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ قیمت فی شیشی عہ

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رُک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ر محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این اوبیڈیا

خورجہ ضلع بلند شہر۔

نئی کتابوں کا نیا اشتہار

نیا اشتہار — صرف ایک بار

ملک المحبت - مرتبہ مس سی۔ ای۔ پیڈیک صاحبہ مقیم قاہرہ۔ اس میں ولایت کی چھپی ہوئی ۱۱ سہ رنگی تصویریں ہیں لکھائی ایسی صاف خط نستعلیق اور الفاظ اس قدر جلی ہیں کہ اپنی تمام خوبیوں کے لحاظ سے کوئی دوسری اردو کی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس میں مسیح کی زندگی کے حالات اقوال اور معجزات ایسی سادہ اور سلیس عبارت میں لکھے گئے ہیں کہ ہر اردو خواں بچہ۔ بڑھا اور جوان آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ سکولوں کی چوتھی جماعت سے آٹھویں تک اس سے بہتر اور کوئی کتاب کورس کے لائق نہیں ہو سکتی۔ بڑی تقطیع کے ۲۰۵ صفحوں کی ضخیم کتاب ہے۔ آپ کم از کم ایک ضرور خرید کر اپنے کسی عزیز دوست یا رشتہ دار کو بطور تحفہ دیں۔ کرسمس یعنی بڑے دن کا بہترین تحفہ ہے قیمت مجلد ایک روپیہ اور بلا تصویر ۸ر

مسیح کے نام - جو نام و القاب خداوند یسوع مسیح کے قرآن میں آئے ہیں۔ بائبل سے ان کی تشریح از فاضل عربی۔ ڈاکٹر سموئیل زویمر صفحہ ۱۲ - ۳ پائی

مسیح کی الوہیت - اس مضمون پر اس قدر سادہ کوئی مختصر کتاب آجتک نہیں دیکھی گئی۔ صفحہ ۱۶ - ۳ پائی

بے گناہ نبی - از ڈاکٹر گولڈس۔ قرآن اور بائبل کے اصل حوالوں سے ثبوت کہ سوائے مسیح کے کوئی بے گناہ نہیں صفحہ ۱۶ - ۳ پائی۔

اثنا عشریہ - شیعہ فرقہ کے ۱۲ اماموں کے حالات صفحہ ۹۶ - ۲ر

ایک تاریخی واقعہ اور اُس کا اخلاقی نتیجہ - مصنفہ مسٹر اے۔ ڈی۔ ایلن صاحب صفحہ ۳۲ - ۶ پائی۔

المشتہر

سکریٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر کے چھپا۔